مفت سلسلہ اشاعت نمبر 111

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

کے اخلاقی محاسن

حضرت علامہ مولانا

عبد الستار ہمدانی صاحب

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر کراچی

بِسمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

اَلصَّلوٰۃُ وَ السَّلامُ عَلَیکَ یَا رَسُولَ اللّٰہ ﷺ

نام کتاب : حضور ﷺ کے اخلاقی محاسن

مصنف : الحاج مولانا عبدالستار صاحب ہمدانی برکاتی رضوی نوری
متوطن پوربندر، گجرات

ضخامت : 32 صفحات

تعداد : 2000

سن اشاعت : جولائی 2003ء

مفت سلسلہ اشاعت : 111

☆☆ناشر☆☆

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی۔74000فون:2439799

زیر نظر کتابچہ اقتباس ہے عظیم وضخیم تاریخی کتاب "سر کٹاتے ہیں تیرے نام پر مردان عرب" کا جو دو جلدوں پر مشتمل ہے اور جس میں مصنف مولانا عبدالستار ہمدانی صاحب نے آسان اردو زبان میں اسلامی تاریخ اور بالخصوص عاشقان مصطفیٰ ﷺ کی جانثاری اور سرفروشی کی مفصل داستان بیان کی ہے۔ یہ مختصر اقتباس جسے جمعیت اشاعت اہلسنّت اپنی مفت اشاعتی سلسلے کی 111 ویں کڑی کے طور پر شائع کر رہی ہے اس میں فاضل مصنف نے مستند واقعات اور ٹھوس دلائل سے ثابت کیا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں بلکہ اپنی حقانیت اور حضور ﷺ کے حسن اخلاق سے پھیلا ہے۔ رب رحیم وکریم سے دعا ہے کہ وہ مصطفیٰ کریم کے صدقے جمعیت کی اس سعی کو قبول فرمائے اور اسے نافع ہر خاص وعام بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

فقط............ادارہ

حضور اقدس ﷺ کے اخلاقی محاسن

یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ اسلام ہرگز تلوار سے نہیں پھیلا بلکہ حضور اکرم رحمت عالم ﷺ کے اخلاق کریمہ وجمیلہ سے پھیلا ہے۔ حضور اقدس رحمت عالم ﷺ کی حیات طیبہ کا بنظر غور جائزہ لینے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ کی حیات طیبہ کا ہر لمحہ نوع انسانی کے لئے "اسوۂ حسنہ" ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کی ذات بابرکات کو ایسا عالی صفات، منبع البرکات بنایا تھا کہ آپ کے تمام اخلاق وخصائل اس قدر اعلیٰ وارفع، اتم واکمل، احسن واجمل، اشرف وافضل تھے کہ جن کو احاطۂ حصر میں لاکر اس کا کماحقہ بیان کرنا ممکن نہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:۔

وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (پارہ:۲۹، رکوع:۳، سورہ القلم، آیت:۴)

ترجمہ:۔ "اور بے شک تمہاری خوبو (خلق) بڑی شان کی ہے۔" (کنز الایمان)

حدیث:۔ حضور اقدس رحمت عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ:۔

اُکْمِلِ مَحَاسِنُ الْاَفْعَال

ترجمہ:۔ "مجھے اچھے کاموں کو مکمل کرنے کے لئے بھیجا گیا۔"

حدیث:۔ سرکار ابد قرار ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ

ترجمہ:۔ "مجھے اخلاق کی خوبیوں کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے۔"

ام المومنین، سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے

آپ سے حضور اقدس جان عالم ﷺ کے اخلاق کریمہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب میں فرمایا کہ:

"کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنَ" یعنی "قرآن ہی آپ کا اخلاق تھا۔"

شیخ محقق، شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ:۔

"جس طرح قرآن کے معنی غیر متناہی ہیں۔ آپ کے اخلاق کی خوبیاں اور محاسن جمیلہ ہر آن اور ہر حال میں تازہ بہ تازہ اور نوع بہ نوع ہوتے ہیں۔" (حوالہ:۔ مدارج النبوۃ، اردو ترجمہ، جلد ۱، ص ۶۵)

امام عشق و محبت حضرت رضا بریلوی رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت ﷺ میں یوں عرض کرتے ہیں کہ:۔

تیرے خُلق کو حق نے عظیم کہا، تیری خَلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے، نہ ہوگا شہا، تیرے خالق حسن و ادا کی قسم

حضور اقدس رحمت عالم ﷺ کی ذات سُتودہ صفات کی وہ ارفع شان ہے کہ آپ کے مقام حقیقت کو خدا کے سوا کوئی نہیں پہچان سکتا۔ جس طرح خدائے تعالیٰ کو محبوب خدا ﷺ کی مانند کوئی نہیں پہچان سکا اسی طرح "لم یعرفنی حقیقۃ غیر ربی "یعنی مجھ کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جان سکا۔" جب حضور اقدس ﷺ کی حقیقت ذات بے مثل و مثال ہے تو آپ کے تمام اوصاف جمیلہ بھی بے مثل و مثال ہیں اور انہیں اوصاف میں سے آپ کے اخلاق کریمہ ہیں۔ حضور اقدس ﷺ کے حسن اخلاق سے مساوات کر سکے ایسا کوئی بھی شخص آج تک پیدا نہیں ہوا ہے اور نہ کبھی پیدا ہوگا۔

آپ ﷺ کا مادر شفیق کے شکم اطہر میں استقرار فرمانا تولد، ایام شیر خواری،

بچپن، جوانی اور دنیا سے پردہ فرمانے تک کی ظاہری حیات کے مختلف شعبے مثلاً انفرادی، اکتسابی، رواجی، اقتصادی، تجارتی معاملات، معاشرتی، ازدواجی، خاندانی، انتظامی، مجلسی، سماجی، خدماتی، مذہبی، ناصحی اور جہادی زندگی کے کسی بھی پہلو کو ٹٹول کر دیکھیں گے تو آپ صرف اور صرف دیانتداری، ایمانداری، امانتداری، رواداری، راست بازی، صدق گوئی، راست گفتاری، وفاداری، تواضع و انکساری، غریب پروری، حاجت روائی، عفو و عنایت جود و سخا، رحم و کرم، عدل و انصاف، ایفائے عہد، وغیرہ جیسے اخلاقی محاسن کی بہتات و کثرت ہی پائیں گے۔ یہاں اتنی گنجائش وسعت نہیں کہ تمام اخلاقی محاسن پر سیر حاصل گفتگو کی جائے۔ لہٰذا صرف جہادی زندگی سے تعلق رکھنے والے اور عفو و کرم پر مشتمل کچھ واقعات کی طرف نشاندہی کی جاتی ہے۔

جنگ احد میں دندان مبارک شہید کرنے والوں کے حق میں دعائے خیر فرمانا:۔

جنگ احد میں عبداللہ بن قمیہ نے رحمت عالم ﷺ پر ایسا زور سے پتھر مارا کہ آپ کا رخسار مبارک خون آلود ہوگیا۔ اور عتبہ بن ابی وقاص نے جو پتھر مارا تھا اس سے آپ کا لب زیریں یعنی نیچے کا ہونٹ مبارک لہولہان ہوگیا اور آگے کے نچلے دندان مبارک کو شہید کر دیا۔ (☆) عبداللہ بن شہاب نے حضور کی کہنی (Elbow)

(☆) وضاحت: یہاں کوئی یہ گمان نہ کرے کہ حضور اقدس ﷺ کے دندان مبارک مکمل شہید ہوگئے تھے بلکہ علماء تاریخی کتب کے حوالوں سے فرماتے ہیں کہ دندان مبارک کا ایک مختصر حصہ شہید ہوا جس سے چہرۂ مبارک کے حسن میں مزید اضافہ ہوا۔ فرماتے ہیں کہ اگر دندان پورے شہید ہوتے تو الفاظ اپنے مخرج سے درست ادا نہ ہوتے اور یہ عیب ہے اور نبی ہر عیب سے پاک ہوتے ہیں۔ (ادارہ)

مبارک کو زخمی کر دیا۔ صحابہ کرام کو آپ کی یہ حالت سخت دشوار اور نا گوار معلوم ہوئی۔ وہ عرض کرنے لگے کہ کاش! آپ ان ظالموں پر دعائے ہلاکت فرماتے تا کہ وہ اپنے کرتوت کی سزا کو پہنچتے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ "مجھے لعنت اور بد دعا کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا بلکہ مخلوق خدا کو خدا سے ملانے اور ان پر رحمت وشفقت کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے اور یہ دعا فرمائی کہ :۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ

ترجمہ:۔ "اے خدا میری قوم کو ہدایت فرما کیوں کہ وہ جانتے نہیں۔"

روایت:۔

- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب روئے پرُ انور سید ابرار ﷺ سے خون جاری ہوا تو میرے والد مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے منہ کو ٹپکتے ہوئے خود کی جگہ رکھ کر خون مبارک پی جاتے تھے۔ اس پر لوگوں نے کلام کیا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ " جس کے خون میں میرا خون مل جائے اسے آتش دوزخ نہیں چھو سکتی۔"

(حوالہ:۔ مدارج النبوۃ، اردو ترجمہ، جلد:۲،ص:۲۲۲)

☆ حضور اقدس رحمت عالم ﷺ کو شہید کرنے کی سازش سے خیبر کے مقام میں بکری کی زہر آلود ران دینے والی یہودیہ زینب بنت حارث کو اور آپ کو ضرر و نقصان پہنچانے کے فاسد ارادے سے آپ پر جادو کرنے والا یہودی لبید بن الاعصم کو

آپ نے معاف فرما دیا۔

☆ ایک مرتبہ آپ قیلولہ فرما رہے تھے۔ جب آپ ﷺ نے چشمان مبارک کھولیں تو دیکھا کہ ایک اعرابی برہنہ تلوار لئے ہوئے آپ کے سرہانے کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اب آپ کو کون بچائے گا اور مجھ سے محفوظ رکھے گا۔ آپ نے فرمایا "اللہ" یہ سن کر اس اعرابی کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ حضور اقدس رحمت عالم ﷺ نے تلوار اٹھائی اور فرمایا اب تو بتا! تجھے اب کون بچائے گا۔ وہ شخص لرزنے اور کانپنے لگا۔ اس پر حضور اقدس نے اس شخص کو چھوڑ دیا اور معاف فرما دیا۔

(حوالہ:۔ مدارج النبوۃ، اردو ترجمہ، جلد:اص:۴۷)

حضور اقدس رحمت عالم ﷺ پر کیئے جانے والے جانی اور مالی ظلم و ستم پر آپ ہمیشہ صبر فرما کر درگزر کرتے تھے۔ آپ کسی کے ساتھ نہ تو خود سخت کلامی فرماتے تھے اور نہ کسی کی سخت کلامی کا بدلہ لیتے تھے بلکہ عفو و کرم سے کام لیتے تھے۔ اس کا مخالف پر اتنا گہرا اثر پڑتا تھا کہ وہ آپ کے حسنِ اخلاق سے مُسخر اور گرویدہ ہو کر اپنے ارتکاب قبیحہ پر پشیمان و نادم ہوتا تھا۔ حضور اقدس رحمت عالم ﷺ کے اخلاق کریمہ مخالفین کے تالیف قلوب کے لئے تریاق کا کام کرتے تھے اور آپ کے جانی دشمن اور خون کے پیاسے آپ کے اخلاق سے متاثر اور اپنے کئے پر متأسف ہو کر آپ کی صداقت و حقانیت کے مُقر ہو کر دولت ایمان سے سرفراز ہو جاتے اور پھر وہ اپنے ماضی کے کرتوت کے تدارک میں صدق دل سے اسلام کی خدمت گزاری میں نمایاں کارنامے انجام دے کر مقرب بارگاہ رسالت ہونے کا شرف حاصل کرتے۔

چند مثالیں اختصاراً ضیافت قارئین کی خاطر پیش خدمت ہیں:۔

(۱) حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ بن حرب بن امیہ بن عبدالشمس بن عبد مناف :۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تک ایمان نہ لائے تھے وہاں تک انہوں نے حضور اقدس ﷺ کی عداوت و دشمنی میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی تھی۔ اسلام کو نقصان پہنچانے کی سربراہی اور سرداری میں وہ ہمیشہ گرمجوشی سے کام لیتے تھے۔ مثلاً :۔

☆ جنگ بدر کے لئے کفار مکہ کو انہوں نے ہی اکسایا تھا اور لشکر کفار کو مکہ سے بدر بلایا اور پھر خود بھی مکہ سے بدر آ کر لشکر قریش میں شامل ہوئے تھے۔

☆ ہجرت کی شب مشرکین مکہ نے حضور اقدس ﷺ کو شہید کر دینے کی سازش کی تھی۔ اس سازش کے تعین کے لئے دارالندوہ میں رؤساء مکہ کی ایک میٹنگ منعقد ہوئی تھی۔ اس میں ابوسفیان نے نمایاں حصہ لیا تھا۔

☆ جنگ بدر کے مقتولین کا انتقام لینے اور مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کی غرض سے ایک عظیم لشکر کی فراہمی کے لئے ابوسفیان نے دارالندوہ میں میٹنگ کی اور بیس ہزار مثقال کا چندہ مکہ کے تاجروں سے وصول کر کے لشکر کی تیاری کے لئے خرچ کیا۔

☆ سن ۳ھ حضرت ابوسفیان کی سرداری میں لشکر کفار مکہ سے روانہ ہو کر مدینہ منورہ پر حملہ کرنے آیا اور جنگ احد کا معرکہ وقوع پذیر ہوا۔

☆ سن ۵ھ میں حضرت ابوسفیان نے خیبر کے یہودیوں سے مدد طلب کی اور یہود و کفار کا مشترکہ لشکر لے کر انہوں نے مدینہ منورہ پر دس ہزار آدمیوں کے ساتھ

حملہ کیا اور غزوۂ احزاب یعنی غزوۂ خندق کا واقعہ پیش آیا۔

☆ غزوۂ خندق سے لوٹنے کے بعد ابوسفیان نے مکہ سے ایک بدوی شخص کو مدینہ طیبہ اس غرض سے بھیجا کہ وہ موقع پاتے ہی حضور اقدس جان عالم ﷺ کو شہید کر دے۔ ابوسفیان نے اس شخص کو سواری کا اونٹ اور زادراہ اپنی طرف سے دیا تھا۔ وہ شخص مدینہ منورہ آیا۔ پکڑا گیا۔ حضور نے معاف فرمادیا۔ لہٰذا وہ مسلمان ہوگیا۔ (مدارج النبوۃ، اردو ترجمہ، جلد:۲ص:۳۰۲)

☆ سن ۶ھ میں حضور اقدس ﷺ مدینہ منورہ سے عمرہ کی نیت سے مکہ معظّمہ کے لئے روانہ ہوئے تو ابوسفیان نے حضور کا مکہ معظّمہ میں داخلہ روکنے کے لئے مشرکین مکہ کو جمع کیا اور حضور کو روکنے کے لئے جدہ شریف کے راستہ پر واقع موضع بلدہ پر لشکر کا پڑاوَ ڈلوایا۔ بعدہ، صلح حدیبیہ ہوئی۔

☆ صلح حدیبیہ کے بعد حضور اقدس رحمت عالم ﷺ نے ہرقل بادشاہ، شاہ روم کو اسلام کی دعوت کا مکتوب (خط) ارسال فرمایا۔ تب اتفاق سے ابوسفیان بن حرب تجارت کے سلسلے میں ملک شام گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے ہرقل بادشاہ کے دربار میں جاکر حضور کے خلاف ہرقل بادشاہ کے خوب کان بھرے اور کذب بیانی سے کام لیا۔ (مدارج النبوۃ جلد:۲،ص:۳۸۱)

مختصر یہ کہ اسلام اور حضور اکرم ﷺ کے خلاف کوئی بھی تحریک یا کوئی بھی محاذ ہو، ابوسفیان بن حرب اس میں بڑی گرم جوشی سے حصہ لیتے اور اسلام کے خلاف اپنی تمام تر طاقت و دولت صرف کرتے لیکن ان کی تقدیر میں ایمان لکھا ہوا تھا۔ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں فتح مکہ کے دن سن ۸ھ میں حاضر ہوئے۔ اپنے ماضی کے

افعال پر ندامت و شرمندگی کا اظہار کر کے معذرت خواہ ہوئے اور سورہ یوسف میں مذکورہ برادران حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقولہ عرض کیا۔ یعنی:۔

"لَقَدْ اٰثَرَکَ اللّٰہُ عَلَیْنَا وَاِنْ کُنَّا لَخٰطِئِیْنَ"

(پارہ:۱۳، رکوع:۴، سورہ یوسف، آیت:۹۱)

ترجمہ:۔ بے شک اللہ نے آپ کو ہم پر فضیلت دی اور بے شک ہم خطاوار تھے۔" (کنزالایمان)

جواب میں حضور اقدس ﷺ نے وہ فرمایا جو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا تھا۔ یعنی:۔

"لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ"

(پارہ:۱۳، رکوع:۴، سورہ یوسف، آیت:۹۲)

ترجمہ:۔ "آج تم پر کچھ ملامت نہیں۔ اللہ تمہیں معاف کرے اور وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔" (کنزالایمان)

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے دست حق پرست پر ایمان لائے۔ حضور نے ان کی تمام خطائیں معاف فرما کر اخلاق کریمہ کا مظاہرہ فرمایا۔ حالانکہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام لانے سے پہلے حضور کو اتنا ستایا تھا کہ اگر حضور اقدس کے بجائے اور کسی کو اتنا ستانے کے بعد حاضر خدمت ہوتے تو معافی ملنے کی کوئی امید ہی نہ ہوتی۔ بلکہ جان کے لالے پڑ جاتے۔ لیکن حضور اکرم رحمت عالم ﷺ نے کمال عفو و کرم سے ان پر نگاہ لطف و عنایت فرما کر معاف فرما دیا۔ بلکہ اپنے دامن میں پناہ عطا فرمائی...... بقول:۔

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف
ترے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

اور ....

کر کے تمہارے گناہ، مانگیں تمہاری پناہ
تم کہو دامن میں آ تم پہ کروڑوں درود

(از:۔امام عشق ومحبت، حضرت رضا رضی اللہ عنہ بریلی)

حضور اکرم، رحمت عالم ﷺ کے اخلاق جمیلہ نے حضرت ابوسفیان کو ایسا گرویدہ اسلام کر دیا کہ انہوں نے اپنے ماضی کی خطاؤں کا کفارہ ادا کرتے ہوئے خلوص دل سے اسلام کی زریں خدمات انجام دیں۔اپنی تمام صلاحیتوں کو اسلام کے فروغ کے لئے ہی استعمال کیا اور ان کا شمار اکابر صحابہ کرام میں ہونے لگا۔حضرت ابوسفیان نے اسلام اور بانی اسلام کی جو بیش بہا خدمات انجام دیں ہیں اس کی کچھ جھلکیاں ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:۔

☆ جنگ حنین سن ۸ھ میں حضور اقدس ﷺ کے ہم رکاب تھے اور حضور کی سواری کی لگام تھامے ہوئے تھے۔

☆ جنگ طائف سن ۸ھ میں حضور کے ساتھ شریک ہوئے۔اس جنگ میں تیر لگنے کی وجہ سے حضرت ابوسفیان کی ایک آنکھ جاتی رہی۔حضور نے انہیں جنت میں آنکھ ملنے کا وعدہ فرمایا۔(مدارج النبوۃ، جلد:۲،ص:۵۲۸)

☆ حضور اقدس ﷺ کے حکم سے عرب کے بڑے بت منات کے بت خانے کو منہدم کر دیا۔

☆ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر رہ کر وحی کی کتابت کی خدمت انجام دیتے تھے۔

☆ ملک شام میں لشکر اسلام کے ساتھ رہ کر بڑی جاں فشانی سے رومیوں سے لڑے۔ خصوصاً جنگ یرموک کے بارہویں دن جب اسلامی لشکر نے ہزیمت اٹھائی اور مجاہدین اسلام ہٹنے لگے تب حضرت ابوسفیان نے داد شجاعت دلاتے ہوئے اسلامی لشکر کو ثابت قدم رکھا۔

☆ جنگ یرموک میں ہی حضرت ابوسفیان نے تیر لگنے کی وجہ سے اپنی دوسری آنکھ گنوائی اور وہ دونوں آنکھوں سے نابینا ہو گئے۔

☆ ملک شام میں حضرت ابوسفیان نے جنگ دمشق، جوسیہ، رستن، قنسرین، بعلبک، حمص اور یرموک میں اپنی خدمات پیش کیں۔

(۲) حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم قرشی:۔

حضور اقدس جان ایمان ﷺ کے سب سے بڑے گستاخ ولید بن مغیرہ کے آپ بیٹے تھے۔ حضرت خالد اشراف و اعیان قریش میں سے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں گھوڑوں کی عنان ان کے ہاتھ میں تھی۔ نوعمری کے زمانہ سے ہی وہ شجاع، بہادر، جنگ جو، ماہر فن جنگ اور تلوار کے دھنی تھے۔ عمرہ حدیبیہ تک وہ کافروں کے ساتھ رہے اور اسلام کے خلاف لڑتے رہے۔ مثلاً:۔

☆ جنگ احد سن ۳ھ میں لشکر کفار و مشرکین کے آپ مقدمۃ الجیش تھے۔

☆ جنگ احد میں لشکر کفار نے جب ہزیمت اٹھائی اور شکست سے دوچار ہورہا تھا تب انہوں نے مشرکوں کی ایک جماعت کے ساتھ اسلامی لشکر کے پیچھے پہاڑ کے شگاف میں سے آکر اسلامی لشکر پر حملہ کردیا اور حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو شہید کردیا اور جنگ کا تختہ پلٹ دیا۔

☆ سن ۶ھ میں حضور اقدس ﷺ کو صلح حدیبیہ کے موقع پر مکہ معظمہ میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے جدہ کے راستے پر موضع بلدہ میں لشکر کفار کے ہراول کی حیثیت سے گئے تھے۔

لیکن سن ۷ھ میں حضرت خالد بن ولید کی قسمت کا ستارہ چمکا۔ جنگ موتہ سن ۸ھ کے دو ماہ قبل اسلام سے مشرف ہوئے۔

(حوالہ:۔ مدارج النبوۃ، اردو ترجمہ، جلد:۲، ص:۹۳۵)

بعض اہل سیر حضرت خالد کا اسلام لانا سن ۸ھ میں بتاتے ہیں۔

جب حضرت خالد بن ولید بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور سلام پیش کیا تو حضور اکرم ﷺ نے خندہ پیشانی سے ان کے سلام کا جواب عنایت فرمایا۔ اور تبسم فرمایا۔ نظر سے نظر کیا ملی کہ حضرت خالد نے اپنا دل سرکار دو جہاں ﷺ کے قدموں میں رکھ دیا۔ خدا کے محبوب اعظم ﷺ کے اخلاق کریمہ نے ایسا دیوانۂ عشق کر دیا کہ ماضی میں اسلام کشی کی جو خطائیں سرزد ہوئی تھیں ان خطاؤں پر شرمندگی کا اظہار کرتے ہوئے حضرت خالد نے عرض کیا کہ:۔

"یارسول اللہ! آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے کہ میں نے نیکی کی راہوں

میں حق کے ساتھ کیسی کیسی دشمنیاں کی ہیں۔اب دعا فرمائیے کہ حق تعالیٰ انہیں معاف فرمادے اور میرے گناہوں کو بخش دے۔"

جواب میں رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ:۔

"اسلام قبول کرنا اگلے گناہوں کو محو کر دیتا ہے اور سب خطاؤں کو مٹا دیتا ہے۔" (حوالہ:۔مدارج النبوۃ، جلد:۲،ص:۴۵۰)

اپنے سامنے شرمندہ اور نادم ہونے والے کی اس طرح دلجوئی فرما کر مغفرت کی بشارت سنانے کا اخلاق کریمہ ایسا کارآمد ہوا کہ اُس وقت سے لے کر دم آخر تک حضرت خالد بن ولید نے اسلام کی وہ خدمات انجام دیں کہ ان کا مبارک اسم گرامی صرف اسلامی تاریخ میں ہی نہیں بلکہ دنیا کی تاریخ میں سنہری حروف سے منقش ہوگیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس رحمت عالم ﷺ کی ظاہری حیات طیبہ میں اور پردہ فرمانے کے بعد بھی دین اسلام کی تائید و تقویت کے لئے مساعی جمیلہ و عظیمہ انجام دینے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی۔ مثلاً:۔

جنگ موتہ سن ۸ھ میں تین ہزار کے اسلامی لشکر سے آپ رومیوں کے ایک لاکھ کے عظیم لشکر سے بھڑ گئے اور رومیوں کو شکست فاش دی۔ جنگ موتہ میں آپ نے جو دلیری دکھائی تھی اس سے خوش ہو کر حضور اقدس ﷺ نے آپ کو "سیف اللہ" کے لقب سے نوازا۔

☆ آپ نے اپنی زندگی میں ایک سو سے بھی زیادہ جنگوں میں شرکت فرما کر عظیم فتوحات حاصل کرنے میں ایسے منہمک و کوشاں رہے کہ آپ کے جسم میں ایک بالشت برابر بھی ایسا حصہ نہیں تھا جہاں نیزہ، تیر اور تلوار کے زخم نہ لگے ہوں۔

☆ مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے چالیس ہزار جنگجو لشکر کے ساتھ سن ۱۱ھ میں جنگ یمامہ ہوئی۔ اسلامی لشکر کے سپہ سالار حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ اس جنگ میں مسیلمہ مارا گیا۔ (☆)

☆ مدعی نبوت طلیحہ بن خولید اسدی کی سرکوبی کے لئے امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد کو اسلامی لشکر کا امیر مقرر کر کے بھیجا تھا۔

حضرت خالد بن ولید نے کاتب بارگاہ رسالت ﷺ کی حیثیت سے بھی اپنی خدمات پیش کی ہیں۔

(۳) حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابو جہل بن ہشام:۔

ابو جہل کا نام حضور اقدس ﷺ کے دشمنوں میں سر فہرست آتا ہے۔ اسلام اور حضور اکرم ﷺ کے سب سے بڑے عدو اور بدخواہ کی حیثیت سے اس نے اپنا مال پانی کی طرح خرچ کیا اور اپنی جان بھی عداوت رسول میں بدر کے دن ضائع کی۔ اسی ابو جہل کے بیٹے عکرمہ بن ابی جہل بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر چل کر حضور اکرم رحمت عالم و جان عالم ﷺ کی ایذا رسانی اور تکلیف دہی میں مشہور تھے اسلام کے خلاف ہر محاذ پر وہ اشقیاء کے گروہ کے سردار اور سر گروہ تھے۔ اپنے باپ کے وارث اور جانشیں ہونے کی وجہ سے اسلام کی عداوت کی شناعت انہیں ورثہ میں ملی تھی۔ مثلاً:۔

☆ سن ۸ھ تک جتنے غزوات ہوئے ان تمام غزوات میں عکرمہ بن ابی جہل نے شرکت کر کے لشکر کفار کی سرداری اور قیادت کی تھی۔

☆ مطالعہ کے لیے کتاب "سر کٹاتے ہیں تیرے نام پر مردان عرب" ناشر برکاتی پبلشرز کا مطالعہ کریں۔

☆ سن ۳ھ جنگ احد میں اسلامی لشکر کے پیچھے پہاڑ کے شگاف سے اسلامی لشکر پر حملہ کرنے میں وہ بھی حضرت خالد بن ولید کے ہمراہ تھے۔

☆ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور اقدس ﷺ کو مکہ معظمہ میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے لشکر کفار کا جو ہراول دستہ بنایا گیا تھا اس میں حضرت خالد کے ہمراہی تھے۔

☆ سن ۸ھ فتح مکہ کے دن وہ اپنے ایک زمانے کے ساتھی اور دوست حضرت خالد بن ولید کے مقابلے میں کفار کی جانب سے بمقام خرورہ میں شدت سے لڑے۔

جب مکہ معظّمہ فتح ہو کر مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا تو عکرمہ بن ابی جہل اپنی جان بچانے کے لئے ساحلی علاقے میں چلے گئے۔ عکرمہ کی بیوی حضرت ام حکیم بنت حارث نے اسلام قبول کر کے اپنے شوہر کے لئے حضور اقدس ﷺ سے امان حاصل کر کے اس کی جستجو میں نکلی ہوئی تھی۔ جب ام حکیم اپنے شوہر عکرمہ سے ملی تو اطلاع دی کہ میں نے تیرے لئے رحمت عالم ﷺ سے امان حاصل کر لی ہے۔ عکرمہ نے جب امان ملنے کی خبر سنی تو وہ حیران اور متعجب ہو کر کہنے لگے کہ

"محمد (ﷺ) کو میں نے بے شمار ایذائیں اور تکلیفیں پہنچائی ہیں، اس کے باوجود بھی انہوں نے مجھے امان دی ہے؟"

ام حکیم نے کہا کہ ہاں! حضور اقدس ﷺ اتنے زیادہ رحم دل اور کریم ہیں کہ ان کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ عکرمہ بن ابی جہل اپنی زوجہ ام حکیم کے ساتھ مکہ معظّمہ لوٹ کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضور نے انہیں مرحبا کہا۔ عکرمہ نے عرض کیا کہ کیا واقعی آپ نے مجھے امان دی ہے؟ فرمایا "ہاں! میں نے

امان دی ہے۔" حضرت عکرمہ نے فوراً کلمہ شہادت پڑھا اور مشرف با اسلام ہوئے۔

پھر حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتہائی شرمساری سے اپنا سر جھکا کر عرض کیا کہ "یارسول اللہ! ہر وہ دشمنی، بے ادبی، گستاخی، غیبت اور برائی آپ کے ساتھ جو ہو سکتی تھی میں نے کی ہے۔ اب دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ مجھے معاف فرمائے اور مجھے بخش دے۔ حضور اقدس رحمت عالم ﷺ نے دست اقدس اٹھا کر دعا فرمائی اور جو کچھ حضرت عکرمہ نے کیا تھا اس کی معافی و بخشش خدائے تعالیٰ سے مانگی۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ محو حیرت تھے۔ جس ذات گرامی کو ستانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا اور راہ میں کانٹے بچھانے میں حد درجہ کوشش کی تھی اور جس کی سزا گردن زنی کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتی لیکن آفرین! صد آفرین! اس ذات کریمہ کے اخلاق جمیلہ پر کہ انتقام لینا تو درکنار بلکہ دعائے مغفرت سے نواز رہے ہیں۔ ہاں ہاں! یہ وہی ہیں جو عفو و کرم میں یکتائے زمانہ ہیں۔ جود و سخا میں بے مثل و مثال ہیں۔ ان کی غلامی سند ہے حیات جاودانی کی۔ ان کے قدموں پر مٹ جانے میں دائمی بقا ہے۔ اب ان کے قدموں سے ہی لپٹے رہنے میں فلاح و بھلائی ہے۔ ان کے مقدس عشق میں اپنے آپ کو جلا کر راکھ کر دینے سے ماضی کے گناہ جل کر راکھ ہو جائیں گے اب ان سے کبھی بھی دور نہ ہونا چاہئے۔ بقول:۔

شمع طیبہ سے میں پروانہ رہوں کب تک دور
ہاں جلا دے شرر آتش پنہاں ہم کو

(از:۔ امام عشق و محبت حضرت رضا بریلوی رضی اللہ عنہ)

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں جذبات کا سمندر امنڈ پڑا اور اپنے ولولۂ عشق کا بارگاہ رسالت میں ان الفاظ میں اظہار فرمایا کہ یا رسول اللہ! زمانہ جاہلیت میں حق کی مخالفت میں جتنا مال خرچ کیا ہے، میری تمنا ہے کہ اس سے زیادہ اب راہ حق میں صرف کروں۔ جتنی جنگیں خدا کے محبوب و مقبول بندوں کے ساتھ لڑی ہیں اس سے دوگنی جنگ اب دشمنان خدا سے لڑوں۔ اس کے بعد حضرت عکرمہ نے کفار و مشرکین کے ساتھ اپنے عہد و پیمان، دوستی اور قرابت کے تمام رشتے توڑ دیئے اور پیارے آقا و محبوب مولیٰ کی غلامی میں کمر بستہ ہو گئے۔ بقول:۔

دیو کے بندوں سے ہم کو کیا غرض
ہم ہیں عبد مصطفیٰ پھر تجھ کو کیا

(از:۔ امام عشق و محبت حضرت رضا بریلوی رضی اللہ عنہ)

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زندگی کی آخری سانس تک دین اسلام کی خدمت میں ہمہ وقت مشغول و مصروف رہے اور کفار و مشرکین سے ہر محاذ پر لڑتے رہے۔ مثلاً:۔

☆ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والا اسود عنسی نے صنعا کے بادشاہ شہر بن باذان کو قتل کر کے اہل صنعا پر اپنا غلبہ اور تسلط قائم کیا تو اس کی سرکوبی کے لئے حضرت عکرمہ کو اسلامی لشکر کا امیر بنا کر بھیجا گیا تھا۔

☆ اسلام کی بنیادیں مستحکم کرنے آپ اسلامی لشکر کے ہمراہ ملک شام گئے تھے۔ اور دمشق، جوسیہ، رستن، قنسرین، بعلبک اور حمص کی جنگ میں رومیوں سے لڑے

اور دادِ شجاعت حاصل کی۔

☆ حمس کے قلعہ کی جنگ میں لڑتے ہوئے آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(۴) حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص بن وائل قرشی سہمی :۔

حضرت عمرو بن العاص عرب کے دانشوروں اور رؤسا میں سے تھے۔ وہ صاحب فہم وفراست اور ذہن رسا و باصلاحیت شخص تھے۔ بہت ہی بہادر اور شجاع تھے۔ فن جنگ اور لڑائی کے کرتب میں وہ اپنی مثال آپ تھے۔ سن ۸ھ تک مشرکین کے گروہ میں رہ کر اسلام کے خلاف متحرک رہے اور مسلمانوں سے لڑتے رہے۔

☆ رحمت عالم ﷺ کی دعوت توحید پر لبیک کہنے والے مومنین کو کفار نے شدید تکالیف دینی شروع کیں تو اعلان نبوت کے پانچویں سال (سن ۶۱۳ء) میں کچھ مسلمانوں نے مکہ سے حبشہ ہجرت کی تھی۔ حبشہ سے مسلمانوں کو جلاوطن کرانے، مسلمانوں کے خلاف شاہ حبشہ نجاشی کے کان بھرنے مکہ سے مشرکوں کا ایک وفد عمرو بن العاص کی قیادت میں حبشہ گیا تھا۔

☆ سن ۵ھ میں دس ہزار کا لشکر کفار مدینہ پر حملہ کرنے مکہ سے آپہنچا اور غزوۂ خندق (احزاب) وقوع میں آیا۔ اس جنگ میں عمرو بن العاص کفار کے لشکر کے اہم رکن تھے۔

لیکن عمرو بن العاص کی تقدیر میں اسلام اور حضور اکرم ﷺ کی عظیم خدمات کرنے کی سعادت مکتوب تھی۔ سن ۸ھ میں وہ حبشہ میں تھے۔ حبشہ کے بادشاہ نجاشی

کے ساتھ ان کے تعلقات اور مراسم تھے بلکہ شاہی دربار تک ان کی رسائی تھی۔ اتفاقاً حضور اقدس ﷺ کا مبارک خط لے کر حضرت عمرو بن ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحیثیت قاصد نجاشی کے پاس آئے۔ جب عمرو بن العاص کو اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے نجاشی بادشاہ سے کہا کہ عمرو بن امیہ ضمری کو میرے حوالے کر دو تا کہ میں انہیں قتل کر کے قریش کے سامنے سرخ رو بنوں۔ شاہ حبشہ (Ethopia) نجاشی نے عمرو بن العاص کی یہ فرمائش سن کر توبہ کرنے کے انداز میں اپنے رخساروں کو تھپتھپایا اور کہا کہ:۔

"میں کیوں کر اس مقدس ہستی کے قاصد کو تمہارے حوالہ کروں جس ہستی کی خدمت میں ناموس اکبر (حضرت جبرئیل کا لقب) حاضر ہوتے ہیں اور وہ ہستی خدا کا رسول برحق ہے۔"

اس کے بعد شاہ نجاشی نے عمرو بن العاص کو فہمائش کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"اے عمرو! میری بات غور سے سن! اور حضور اقدس ﷺ کی پیروی اختیار کر۔"

شاہ حبشہ نجاشی کی نصیحت نے حضرت عمرو بن العاص کے دل کی دنیا پلٹ دی۔ ایمان ان کے دل میں نصب ہو گیا اور مدینہ طیبہ کی طرف چل دیئے۔ جب موضع "ہدہ" نامی مقام پر پہنچے تو وہاں ان کی ملاقات حضرت خالد بن ولید سے ہوئی جو ایمان لانے کی نیت سے مکہ سے مدینہ جا رہے تھے۔ دونوں نے ملاقات کی اور اپنے ارادے سے ایک دوسرے کو مطلع کیا۔ چنانچہ دونوں حضرات نے ایک ساتھ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر ایمان کی لازوال دولت حاصل کی۔ پہلے حضرت خالد نے کلمہ توحید کا اقرار کیا اس کے بعد حضرت عمرو بن العاص حضور اقدس ﷺ کے سامنے حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ:۔

"یارسول اللہ! اپنا دست اقدس بڑھائیے تاکہ میں بیعت کروں۔"

حضرت عمرو بن العاص کی گزارش پر حضور اقدس ﷺ نے اپنا دست مبارک بڑھایا لیکن عمرو بن العاص نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ حضور نے فرمایا: "اے عمرو! کیا بات ہے؟ ہاتھ کیوں کھینچ لیا؟

عرض کیا......: میں چاہتا ہوں کہ ایک شرط کرلوں۔

فرمایا......: کیا شرط کرتے ہو؟

عرض کیا......: شرط یہ ہے کہ میرے گناہ بخش دیئے جائیں۔

فرمایا......: اے عمرو! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ایمان پچھلے تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ اور دار کفر سے ہجرت کر کے دار السلام آنا اور حج کرنا یہ دونوں عمل ایسے ہیں کہ ہر ایک سابقہ تمام گناہوں کو ناپید اور محو کر دیتا ہے۔

(حوالہ: معارج النبوۃ، اردو ترجمہ، جلد: ۲، ص: ۴۴۹ تا ۴۵۲)

الغرض سن ۸ھ میں فتح مکہ سے چھ ماہ قبل حضرت عمرو بن العاص مشرف ایمان ہوئے۔ اس وقت سے لے کر تادم مرگ انہوں نے اسلام کی عظیم خدمات سرانجام دیں۔ مثلاً:۔

☆ جنگ ذات السلاسل سن ۸ھ میں ان کو حضور اقدس ﷺ نے امیر لشکر مقرر فرمایا۔

☆ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نو ہزار کے لشکر پر انہیں سردار بنا کر فلسطین (Palastine) بھیجا اور فلسطین ان کے ہاتھوں فتح ہوا۔

☆ ملک شام (Syria) کی تمام جنگوں میں آپ حاضر رہے اور ملک شام پر پرچم اسلام لہرانے میں آپ نے اہم کردار ادا کیا۔

☆ خلافت فاروقی میں آپ نے مصر (Egypt) کو فتح کیا۔

☆ خلافت عثمانی میں آپ نے اسکندریہ (Alexandria) کو فتح کیا۔

عشقِ رسول ﷺ کے کیف میں سرشار ہو کر حضرت عمرو بن العاص ملک شام و مصر کے طاقتور اور جنگ جو حاکموں سے بڑی دلیری سے ٹکرائے۔ قلیل تعداد کے اسلامی لشکر سے لاکھوں کی تعداد پر مشتمل روسی لشکروں کو خاک وخون میں ملا دیا۔

(۵) حضرت وحشی رضی اللہ عنہ غلام کہ جس نے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کو شہید کیا:۔

وحشی نام کا ایک حبشی غلام تھا۔ وہ جبیر بن مطعم بن عدی کا غلام تھا۔ جنگ بدر میں جبیر بن مطعم بن عدی کے چچا طعیمہ بن عدی کو سید الشہداء حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کیا تھا۔ علاوہ ازیں ابوسفیان بن حرب کی بیوی ہندہ کے باپ عتبہ بن ربیعہ کو بھی حضرت حمزہ نے قتل فرمایا تھا۔ جب مکہ معظّمہ سے لشکر قریش میدان احد کی طرف روانہ ہوا تو جبیر بن مطعم بن عدی نے اپنے غلام وحشی کو لشکر قریش کے ساتھ یہ کہہ کر بھیجا کہ اگر تو حمزہ بن عبدالمطلب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو قتل کر دے تو تیرے لئے آزادی ہے۔ چنانچہ وحشی غلام لشکر کفار کے ہمراہ معرکہ میدان میں موجود ہوا تھا۔

جب جنگ کے شعلے بلند ہوئے تو لشکر کفار سے سباع بن عبدالعزیٰ خزاعی نکلا اور لڑنے کے لئے مقابل کو طلب کیا۔ اسلامی لشکر سے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب نکلے اور ایک ہی گرداوے میں سباع کو کاٹ کے رکھ دیا۔ وحشی اس وقت ایک پتھر کی

آڑ میں چھپ کر بیٹھا تھا۔ سباع کو قتل کر کے حضرت حمزہ اس پتھر کے قریب ہوئے تو اچانک وحشی کو دیکھا کہ وہ حملہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے لہٰذا حضرت حمزہ وحشی کی طرف بڑھے تا کہ اس کا کام بھی تمام کر دیں لیکن ایک گڑھے کی وجہ سے ان کا پاؤں پھسل گیا اور زمین پر گر پڑے۔ اس موقعہ کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وحشی نے حضرت حمزہ کے پیٹ میں بقوت تمام ایسا نیزہ مارا کہ مثالہ سے پار ہو گیا اور وہ وار مہلک ثابت ہوا اور حضرت حمزہ شہید ہو گئے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے کے بعد وحشی غلام ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ (زوجہ ابوسفیان بن حرب) کے پاس آیا۔ لیکن ہندہ بنت عتبہ کے پاس جاتے وقت وحشی نے اپنے خنجر سے حضرت حمزہ کے شکم اطہر کو چاق کر کے آپ کا جگر (کلیجا) نکالا اور اپنے ساتھ ہندہ بنت عتبہ کے پاس لایا۔ وحشی نے آ کر ہندہ بنت عتبہ کے سامنے اس کے باپ کا روزِ بدر حضرت حمزہ کے ہاتھ سے قتل ہونے کا صدمہ یاد دلایا اور پوچھا کہ اگر میں تیرے باپ کے قاتل کو مار ڈالوں تو مجھے کیا انعام دو گی۔ ہندہ بنت عتبہ نے کہا کہ اس وقت میرے بدن پر جو لباس اور زیورات ہیں وہ تیرے ہیں۔ تب وحشی نے حضرت حمزہ کا جگر دیتے ہوئے کہا کہ لے! یہ تیرے باپ کے قاتل حمزہ کا جگر ہے۔ ہندہ بنت عتبہ نے حضرت حمزہ کے جگر کو وحشی سے لیا اور منہ میں ڈال کر چبایا اور پھر تھوک دیا۔

ہندہ بنت عتبہ نے خوش ہو کر وحشی کو اپنے دونوں کپڑے، بازو بند، پازیب وغیرہ زیورات اتار کر بطور انعام دے دیئے اور وحشی سے کہا کہ مجھے حمزہ کی لاش دکھا دے۔ مکہ پہنچ کر تجھے سرخ سونے کی دس اشرفیاں مزید انعام کے طور پر دوں گی۔

وحشی ہندہ بنت عتبہ کو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش پڑی ہوئی تھی وہاں لایا۔
ہندہ بنت عتبہ نے حضرت حمزہ کی مقدس لاش کے ساتھ ایسی گھناؤنی حرکت کی کہ تاریخ
کے اوراق بھی اس پر اشک ندامت بہاتے ہیں۔ ہندہ بنت عتبہ نے حضرت حمزہ کو
مثلہ کیا۔ یعنی آپ کے ناک اور دونوں کان کاٹ لیئے۔ مزید برآں آپ کے مذاکیر
(ذکر اور انثیین) بھی کاٹ لئے اور اپنے ساتھ مکہ لے آئی۔

(حوالہ:۔ مغازی الصادقہ، از علامہ واقدی، ص: ۲۱۱ تا ۲۱۳)

وحشی نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا تھا لہٰذا تمام صحابہ کرام اس
کے قتل کے در پے تھے اور اس کی ٹوہ اور تلاش میں تھے لیکن وہ بھاگ کر طائف چلا گیا
اور وہیں رہنے لگا۔ جس زمانہ میں طائف کا وفد حضور اقدس رحمت عالم ﷺ کی خدمت
میں جارہا تھا تو لوگوں نے کہا کہ تو بھی وفد کے ساتھ حضور کی بارگاہ میں چلا جا کیوں کہ
حضور اقدس قاصدوں اور ایلچیوں کو قتل نہیں کرتے لہٰذا تو وفد میں شامل ہو کر پہنچ جا اور
اقبال جرم وخطا کر کے معافی طلب کر لے اور اسلام قبول کر لے۔

وحشی طائف کے وفد کے ساتھ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور آتے
ہی کہنے لگا کہ "اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ
حضور اکرم ﷺ نے سنا اور نگاہ اٹھا کر دیکھا اور پوچھا کہ کیا تو ہی وحشی ہے؟ عرض کیا
ہاں! میں ہی وحشی ہوں۔ فرمایا بیٹھ جا اور مجھے بتا کہ میرے چچا کو تو نے کس طرح شہید
کیا تھا؟ وحشی نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی پوری کیفیت بیان کی اور
بعد میں معذرت ومعافی چاہی۔ حضور نے معاف فرما دیا اور فرمایا تو میرے سامنے نہ
آنا اور اپنا چہرہ مجھے نہ دکھانا۔

وحشی کا جو جرم تھا وہ اتنا سخت تھا کہ اس جرم کی سزا سوائے گردن زنی کے کچھ نہیں ہو سکتی لیکن حضور اکرم، رحمت عالم ﷺ کے اخلاق کریمہ نے عفو و کرم کی عنایت فرمائی۔ خود وحشی کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں کئی مرتبہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا لیکن جب بھی حاضر ہوتا تو حضور اقدس کے سامنے نہ آتا بلکہ آپ کی پشت کی طرف بیٹھتا۔

حضور اقدس کے حسن اخلاق نے حضرت حمزہ کے قاتل وحشی کو یہ حقیقت باور کرادی کہ اسلام ہی ایک ایسا دین ہے کہ جس دین میں "اَلْحُبُّ لِلّٰهِ وَالْبُغْضُ لِلّٰهِ" یعنی اللہ ہی کے لئے دوستی اور اللہ ہی کے لئے دشمنی کا درس دیا جاتا ہے۔ اور یہی اسلام کی صداقت ہے کہ اپنے ذاتی معاملات کے مقابلے میں دین کے معاملات کو اہمیت و ترجیح دی جاتی ہے۔ اپنے خاندانی انتقام کو اقرار کلمہ پر فراموش کر دیا جاتا ہے۔ اپنے جانی دشمن اور قاتل کو بھی اللہ کے لئے معاف کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا ماضی کے ارتکاب قبیحہ کا کفارہ ادا کرنے کے لئے اب ہمہ وقت اپنا سراپا رحمت عالم ﷺ کے قدموں پر نثار کرنے کے لئے مستعد رہنا چاہئے۔ چنانچہ انہوں نے قتل حمزہ کے فعل مذموم کے تضاد میں قتل کذاب کا فعل مستحسن انجام دے کر اپنی خطائے عظیم کا کفارہ ادا کرنے کی کوشش کی۔

جب خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں نبوت کے جھوٹے دعویدار مسیلمہ بن ثمامہ کذاب کے چالیس ہزار کے لشکر کے سامنے چوبیس ہزار کا اسلامی لشکر حضرت خالد بن ولید کی سرداری میں جنگ یمامہ کے محاذ پر گیا تو وحشی بھی اسلامی لشکر میں شامل تھے اور انہوں نے جس حربہ سے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کو شہید کیا تھا اسی حربہ کا وار مسیلمہ کذاب پر کیا اور اسے جہنم رسید کیا۔ خود وحشی فرماتے ہیں کہ:۔

"اَنَا قَاتِلُ خَیرَ النَّاسِ فِی الْکُفْرِ وَاَنَا قَاتِلُ شَرَّ النَّاسِ فِی الْاِسْلَامِ" یعنی "حالت کفر میں میں نے سب سے بہتر انسان کو شہید کیا اور اسلام کی حالت میں سب سے بدتر آدمی کو قتل کیا۔"

(حوالہ:۔ مدارج النبوۃ، جلد:۲، ص:۵۰۳)

(۶) ہندہ رضی اللہ عنہا بنت عتبہ بن ربیعہ۔ زوجہ ابو سفیان رضی اللہ عنہ بن حرب:۔

ہند بنت عتبہ کہ جس نے سید الشہداء حضرت حمزہ کا کلیجا چبایا تھا اور آپ کو مثلہ کر کے اپنی شقاوت قلبی کا مظاہرہ کیا تھا اور رحمت عالم ﷺ کو سخت دلی اذیت پہنچائی تھی وہ ہند بنت عتبہ بعد فتح مکہ جب عورتیں حضور اقدس ﷺ سے بیعت ایمان کرنے کے لئے حاضر ہوئیں تو ہند بنت عتبہ بھی اپنے چہرے پر نقاب ڈال کر مستورات کے گروہ کے ساتھ آئی اور مسلمان ہوگئی۔ کلمہ شہادت کا اقرار کرنے کے بعد اس نے اپنے چہرے سے نقاب اٹھا کر کہا کہ:۔

"میں ہند بنت عتبہ ہوں"

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ:۔

"جب مسلمان ہو کر آئی ہے تو اچھا ہوا۔"

بس! صرف اتنی ہی تعزیر یعنی اس میں اشارہ تھا کہ تیرا گناہ اتنا بڑا ہے کہ

تیری گردن مارنا بھی اس کا خون بہا ہونے کو نا کافی ہے۔لیکن تو مسلمان ہو کر آئی ہے، یہ تیرے حق میں اچھا ہوا کہ ایمان کے اقرار نے ہماری تلوار اور تیری گردن کے درمیان ایک آہنی سپر قائم کر دی کہ تیرا گناہ ہر گز معاف کرنے کے قابل نہ تھا لیکن تیرا مسلمان ہونا تیری جان بخشی کی ضمانت دیتا ہے لہٰذا تیرے دخول اسلام کے بعد اب ہمارے ہاتھ بندھ گئے ہیں۔ ہمارے عم محترم کے قصاص میں اب سوائے ہاتھ ٹھہرانے کے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اچھا ہوا کہ تو مسلمان ہو کر حاضر ہوئی۔ حضور اکرم رحمت عالم ﷺ کے اخلاق کی بلندی اور شرافت کی علویت کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ آپ نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعش کے ساتھ نازیبا حرکت کرنے کے تعلق سے ہندہ بنت عتبہ کو ایک لفظ تک نہیں کہا۔ بلکہ یہ فرمایا کہ اچھا ہوا کہ تو مسلمان ہو کر آئی۔

حضور اقدس رحمت عالم ﷺ کے اخلاق کریمہ نے ہندہ بنت عتبہ کو اتنا متاثر کیا کہ جب وہ اپنے گھر لوٹی تو گھر میں جتنے بت تھے ان تمام بتوں کو توڑ ڈالا اور کہنے لگی کہ بتوں کے غرور اور فریب میں اب تک ہم مبتلا تھے۔ بعدہ وہ اپنی زندگی کی آخری سانس تک صدق دل سے خدمت اسلام اور محبت رحمت عالم ﷺ پر قائم رہیں۔ اسلام نے ان کو وہ حوصلہ اور جذبہ ودیعت کیا کہ خلافت فاروقی میں وہ اپنے شوہر حضرت ابو سفیان اور اپنے بیٹے یزید بن ابی سفیان کے ہمراہ ملک شام کے جنگی محاذ پر گئیں اور خواتین اسلام کے ساتھ رہ کر رومی لشکر کے سورماؤں کے سامنے بہادری سے لڑ کر ان کے دانت کھٹے کر دیئے۔

جنگ یرموک میں مسلمانوں کے صرف آدھے لاکھ کے لشکر کے مقابلے

رومیوں کا تقریباً گیارہ لاکھ کا لشکر حملہ آور ہوا تھا اور اسلامی لشکر پر شدت اور تنگی کا وقت تھا تب حضرت ہند بنت عتبہ نے عورتوں کی جماعت کے ساتھ رہ کر جو شجاعت دکھائی ہے اسے دیکھ کر اسلامی لشکر کے مجاہدین میں ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا ہوا تھا۔ تفصیلی معلومات کے لئے اگلے صفحات میں جنگ یرموک کا مطالعہ فرمائیں۔ یہاں ذیل میں صرف ایک کارنامہ پیش ہے۔

"واقدی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ دیکھا میں نے ہند بنت عتبہ کو کہ ان کے ہاتھ میں ہندی تلوار تھی اور وہ شمشیر زنی کرتی تھیں مشرکین سے اور پکار کر کہتی تھیں اپنی بلند آواز سے کہ اے گروہ عرب کے! کاٹ ڈالو تم گروہ بے ختنہ برید کو ساتھ تلواروں کے۔"

(حوالہ:۔ فتوح الشام، از علامہ واقدی، اردو ترجمہ، ص:۲۶۲)

(۷) عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم بن عبداللہ بن سعد طائی (مشہور سخی حاتم طائی کے لڑکے)

ملک عرب کے مشہور سخی حاتم طائی کے نام سے شاید ہی کوئی ناآشنا ہوگا۔ اس کے بیٹے عدی بن حاتم طائی کا واقعہ بھی عجیب وغریب ہے۔ حضور اکرم، رحمت عالم ﷺ کے اخلاق کریمہ اور عفو و کرم نے عدی بن حاتم کو اسلام کا گرویدہ اور عشق رسول ﷺ میں دیوانہ بنا دیا تھا۔ سن ۹ ھ تک وہ اسلام لانے کی سعادت سے محروم تھے۔

عدی بن حاتم بھی اپنے والد حاتم طائی کی طرح سخی اور جواد تھے۔ وہ قبیلہ بنی طے کے سردار تھے۔ وہ اپنی قوم میں عزیز، شریف، فاضل، خطیب اور حاضر جواب

تھے۔قبیلہ بنی طے کی بستی میں ایک بڑا بت خانہ تھا۔سن ۹ ھ میں حضور اکرم، رحمت عالم ﷺ نے مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو قبیلہ بنی طے کی اصلاح کے لئے بھیجا۔لیکن قبیلہ بنی طے کے لوگ مزاحم ہوئے۔لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بت خانے کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔قبیلہ طے کا سردار عدی بن حاتم بھاگ کر ملک شام چلا گیا۔حضرت علی قبیلہ طے سے کچھ لوگوں کو قید کر کے مدینہ منورہ لائے۔ان قیدیوں میں عدی بن حاتم کی بہن سقانہ بنت حاتم طائی بھی تھی۔تمام قیدیوں کو مدینہ منورہ میں ایک مکان میں مقید رکھا گیا تھا۔

ایک دن حضور اکرم، رحمت عالم ﷺ اس مکان کے قریب سے گزرے کہ جہاں آل حاتم طائی کو قید رکھا گیا تھا۔حاتم طائی کی بیٹی سقانہ کہ جو نہایت خوبصورت، حسین و جمیل اور فصیح عورت تھی۔اس نے حضور کو اسیروں کے مکان کے قریب آتے دیکھا تو کھڑی ہوگئی اور کہنے لگی کہ "یارسول اللہ! میرے باپ کا انتقال ہوگیا ہے اور میرا بھائی غائب ہے، مجھ پر احسان فرمائیے حق تعالیٰ آپ پر فضل و کرم فرمائے گا۔حضور نے فرمایا کہ تیرا فدیہ کون ادا کرے گا؟ اس نے عرض کیا کہ میرا بھائی عدی بن حاتم۔فرمایا کہ "وہ تو خدا اور رسول خدا سے بھاگا ہوا ہے۔" یہ فرما کر حضور اقدس ﷺ تشریف لے گئے۔

دوسرے دن بھی ایسا ہی ہوا لیکن تیسرے دن حضور اکرم، رحمت عالم ﷺ نے توجہ فرمائی اور سقانہ کو سواری اور سفر خرچ عطا فرما کر باعزت رخصت کر دیا۔سقانہ اپنے قبیلہ میں گئی۔پھر وہاں سے وہ ملک شام گئی اور اپنے بھائی سے ملی اور حضور اقدس ﷺ کے اخلاق کریمہ اور احسان و عنایت کا ذکر کیا اور یہ بھی کہا کہ تمہارے متعلق حضور

اقدس نے ایسا فرمایا ہے کہ "وہ خدا اور رسول خدا سے بھاگا ہوا ہے۔" اپنی بہن سقانہ کی بات کا عدی بن حاتم پر گہرا اثر ہوا اور وہ کہنے لگا کہ "بھلا خدا اور رسول سے کہاں بھاگ سکتا ہوں۔" پھر وہ بنی طے کے وفد کے ساتھ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔

حضور اقدس رحمت عالم ﷺ کے اخلاق کریمہ نے حضرت عدی بن حاتم کو شمع نبوت کا پروانہ بنا دیا۔ ماضی کے جرم وعصیاں کی پاداش میں انہوں نے اپنے آپ کو دین اسلام کے لئے وقف کر دیا اور اسلام کی نشرواشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے ملک شام جانے والے اسلامی لشکر میں شمولیت کی اور ملک شام کی تمام جنگوں میں رومیوں سے دلیرانہ قتال فرمایا۔

جنگ یرموک کے پہلے دن رومی لشکر کی جانب سے جبلہ بن ایہم غسانی ساٹھ ہزار رومی سپاہیوں کے ساتھ میدان میں آیا تھا۔ ان ساٹھ ہزار رومی لشکر کے سپاہیوں کے سامنے لڑنے کے لئے حضرت خالد بن ولید اسلامی لشکر سے صرف ساٹھ آدمی لے کر معرکہء جنگ میں گئے تھے۔ یعنی ایک ہزار رومی سپاہیوں کے مقابلے میں صرف ایک مجاہد اسلام تھا۔ حضرت خالد بن ولید نے لشکر اسلامی سے جن ساٹھ دلیر اور شجاع مجاہدوں کا انتخاب کیا تھا ان میں حضرت عدی بن حاتم طائی بھی تھے۔ تعداد کے اتنے عظیم فرق سے لڑی گئی جنگ کی نظیر تاریخ میں کہیں نہیں ملے گی۔ ان کفن بردوش مجاہدین اسلام نے رومیوں کے قدم اکھاڑ کر رکھ دیئے۔ پہلے دن کی جنگ کے نتیجہ کو دیکھنے سے عقل حیران رہ جائے گی کہ اسلامی لشکر سے صرف دس مجاہد شہید ہوئے

تھے جب کہ رومی لشکر کے پانچ ہزار سپاہی قتل ہوئے تھے۔ (☆)

(۸) ہبار رضی اللہ عنہ بن الاسود کا جرم عظیم معاف فرمانا:۔

ہبار بن اسود نے حضور اقدس ﷺ کو بہت ایذائیں اور تکلیفیں پہنچائی تھیں۔ ہجرت کے بعد حضور اقدس ﷺ نے اپنے صاحبزادی زینب کو مکہ معظّمہ سے مدینہ طیبہ لانے کے لئے اپنے غلام حضرت ابو رافع اور سلمہ بن اسلم کو بھیجا۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ معظّمہ میں ابو العاص بن الربیع کی زوجیت میں تھیں۔ جب حضرت زینب کو ان کے شوہر حضرت ابو العاص نے اونٹ پر محمل میں بٹھا کر مدینہ طیبہ روانہ کیا تو ہبار بن الاسود کو پتہ چلا کہ حضور اقدس، رحمت عالم ﷺ کی صاحبزادی بھی ہجرت کر کے جارہی ہیں تو وہ قوم قریش کے چند اوباش لوگوں کو ساتھ لے کر راستہ روک کر کھڑا ہوگیا اور ایک نیزہ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مارا۔ آپ اونٹ سے ایک بڑے پتھر پر گر پڑیں۔ حضرت زینب حاملہ تھیں۔ نیزہ لگنے اور پتھر پر گرنے کی وجہ سے ان کا حمل ساقط ہوگیا۔ وہ بیمار ہوگئیں اور اسی بیماری میں ان کا انتقال ہوگیا۔

ہبار بن الاسود کی اس شنیع حرکت پر حضور اقدس ﷺ کو سخت ناراضگی اور جلال تھا۔ یہاں تک کہ آپ نے ہبار بن الاسود کو قتل کر دینے کا حکم فرمایا۔ فتح مکہ کے ایام میں اس کو بہت تلاش کیا گیا مگر وہ ہاتھ نہ آیا۔ جب حضور اقدس مکہ معظّمہ سے مدینہ طیبہ واپس تشریف لے آئے تو ایک دن اچانک وہ مجلس شریف میں نمودار ہوا اور زور سے کہنے لگا کہ یارسول اللہ! میں اسلام کا اقرار کرتے ہوئے حاضر ہوا ہوں۔ میں

☆ مکمل کتاب سر کٹاتے ہیں تیرے نام پر مردان عرب حصہ اول اور دوم، ناشر برکاتی پبلشرز کا مطالعہ کریں۔

آپ کا مجرم ہوں اور اپنے گناہوں پر شرمسار ہوں۔ رحمت عالم ﷺ نے اپنا سر مبارک جھکا لیا اور ہبار بن الاسود کی معذرت خواہی کی وجہ سے اس پر عتاب کرنے کے بجائے اس کا اسلام قبول کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"اے ہبار! میں نے تجھے معاف کیا اور اسلام تمام جرائم کو ختم کر دیتا ہے اور گزشتہ گناہوں کی بنیادوں کو فنا کر دیتا ہے۔"

حضور اکرم، رحمت عالم ﷺ کے اخلاق کریمہ کی رفعت کا اندازہ کہ جس شخص نے آپ کی لخت جگر و نور نظر صاحبزادی کے ساتھ ناقابل تلافی ارتکاب شنیع کیا تھا اور جس کا خون بہانا مباح فرما دیا گیا تھا اس شخص کو صرف قبول اسلام کی وجہ سے معاف فرما کر دنیا کو باور کرا دیا کہ اسلام تلوار سے نہیں بلکہ اخلاق سے پھیلا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کو عمر بھر تکلیفیں دینے والے جس کسی شخص نے آپ کے حسن اخلاق کا تجربہ کیا تو اس کو یہی کہنا پڑا کہ:۔

کر کے تمہارے گناہ مانگیں تمہاری پناہ
تم کہو دامن میں آ تم پہ کروڑوں درود

(از:۔ امام عشق و محبت حضرت رضا بریلوی رضی اللہ عنہ)

☆ اسی طرح عبداللہ بن الزبعری شاعر کہ جو اپنی شاعری کے ذریعہ حضور اقدس ﷺ کی ہجو کرتا تھا اور مشرکوں کو مسلمانوں کے خلاف جنگ پر ابھارتا تھا۔ اس کو اور صفوان بن امیہ، عبداللہ بن امیہ، وغیرہ کے ساتھ حضور اکرم، رحمت عالم ﷺ نے حسن اخلاق کا سلوک فرما کر ان کے دلوں کی عداوت کو محبت و اطاعت سے پلٹ کر عالم دنیا کو یہ درس دیا ہے کہ اخلاق سے دلوں کو فتح کیا جاتا ہے۔ تلوار سے نہیں۔ حضور اکرم،

رحمت عالم ﷺ کے اخلاق کریمہ سے پھیلا ہوا دین لوگوں کے دلوں میں ایسا نقش ہو گیا کہ اسلام لوگوں کے دلوں سے کسی کے مٹانے سے مٹنا ناممکن اور محال ہو گیا۔ بلکہ مٹانے والے خود مٹ کر رہ گئے۔ اسلام کی حقانیت اور صداقت کا سکہ رائج ہو گیا۔ یہاں تک کہ اسلام کے سب سے بڑے دشمن گروہ کے خاندان اور نسب سے ہی ایسے مجاہد و مبلغ اٹھ کھڑے ہوئے کہ انہوں نے اسلام کی شوکت کو چار چاند لگانے کے ساتھ ساتھ عشق رسول ﷺ کا عالمگیر پیغام عام کیا۔ چند اسمائے گرامی ان مقدس حضرات کے ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں کہ جن کے آباؤ اجداد نے اسلام دشمنی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی لیکن ان حضرات نے خدمت اسلام میں اپنا تن من اور دھن سب قربان کر دیا اور موقعہ آنے پر اپنے قرابتی اور رشتہ داروں کو بھی تہ تیغ کرنے میں کسی قسم کی جھجک محسوس نہیں کی۔

(۱) دشمن رسول ابو جہل بن ہشام کے بیٹے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل

(۲) گستاخ رسول ولید بن مغیرہ کے بیٹے حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید

(۳) رئیس المنافقین عبداللہ بن سلول کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عبداللہ

(۴) عدو نبی عاص بن وائل سہمی کے بیٹے حضرت حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص

(۵) دشمن اسلام جراح کے بیٹے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح

(۶) دشمن رسول امیہ بن خلف کے بیٹے حضرت صفوان رضی اللہ عنہ بن امیہ

(۷) منکر رسالت عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی حضرت ہندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عتبہ (زوجہ، ابوسفیان رضی اللہ عنہ)

ان حضرات کے علاوہ بے شمار عشاق رسول نے دین کے خاطر اپنی جانی اور

مالی قربانیاں پیش کر کے اپنے خون جگر سے گلشن اسلام کی آبیاری کی اور عشق رسول کے ایسے پھول کھلائے کہ جس کی خوشبو اور مہک نے عالم کو معطر کر دیا۔ صحابہ کرام کے جذبۂ عشق نبی نے دنیا کو یہ پیغام دیا کہ جب تک مسلمان کے دل میں اپنے محبوب آقا ﷺ کی عظمت و محبت جلوہ گر ہے دنیا کی کوئی بھی سلطنت اور طاقت ان پر حکومت نہیں کر سکتی۔ عشق رسول وہ طاقت ہے کہ عاشق رسول جسمانی اعتبار سے نحیف و ناتواں ہونے کے باوجود بھی اگر پہاڑ سے بھی ٹکرا جائے گا تو اس کو پاش پاش کر کے رکھ دے گا۔ امنڈتے ہوئے سمندر کی طغیانی اور طوفانی تھپیروں کے درمیان سے بھی وہ کشتی عشق سے سفینۂ نوح کی مانند سلامت و سالم کنارے پر پہنچ جائے گا۔ رب العالمین کے اکرم و اعظم محبوب ﷺ کی ذات بابرکت پر اس کا اعتقاد و یقین اتنا پختہ اور راسخ ہوتا ہے کہ مصائب و آلام کے نازک لمحات میں وہ یہی کہتا ہے کہ:۔

نہ کیوں کر کہوں یا حبیبی اغثنی
اسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے

(از:۔ عشق و محبت حضرت رضا بریلوی رضی اللہ عنہ)

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کی سرگرمیاں

ہفت واری اجتماع:۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے زیرِ اہتمام ہر پیر کو بعد نمازِ عشاء تقریباً ۱۰ بجے رات کو نور مسجد کاغذی بازار کراچی میں ایک اجتماع منعقد ہوتا ہے جس سے مقتدر و مختلف علمائے اہلسنّت مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

مفت سلسلہ اشاعت:۔

جمعیت کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے جس کے تحت ہر ماہ مقتدر علمائے اہلسنّت کی کتابیں مفت شائع کر کے تقسیم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

مدارس حفظ و ناظرہ:۔

جمعیت کے تحت رات کو حفظ و ناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

درس نظامی:۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے تحت رات کے اوقات میں درس نظامی کی کلاسیں بھی لگائی جاتی ہیں جس میں ابتدائی پانچ درجوں کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔

کتب و کیسٹ لائبریری:۔

جمعیت کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے جس میں مختلف علمائے اہلسنّت کی کتابیں مطالعہ کے لیے اور کیسٹیں سماعت کے لیے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں۔

پیغام اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

پیارے بھائیو ! تم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑیں ہو بھیڑیئے تمہارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکادیں تمہیں فتنے میں ڈال دیں تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں ان سے بچو اور دور بھاگو دیوبندی ہوئے ، رافضی ہوئے ، نیچری ہوئے ، قادیانی ہوئے ، چکڑالوی ہوئے ، غرض کتنے ہی فتنے ہوئے اور ان سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا یہ سب بھیڑیئے ہیں تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ، رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں حضور سے صحابہ روشن ہوئے ، ان سے تابعین روشن ہوئے ، تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے ، ان سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے ان سے ہم روشن ہوئے اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لے لو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو وہ نور یہ ہے کہ اللہ ورسول کی سچی محبت ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت جس سے خدا اور رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ جس کو بارگاہِ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو ، اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔

(وصایا شریف ص ۳ از مولانا حسنین رضا)